علامہ اقبالؒ کی نظم نگاری پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

ج: شاعری کا شوق اقبالؒ کو بچپن ہی سے تھا۔ میر حسنؒ کی سرپرستی نے ان کے اندر شعر کہنے کا شوق پیدا کیا۔ ۱۸۹۳ء میں وہ داغؒ کی شاگردی میں آگئے۔ خط و کتابت کے ذریعے داغؒ سے اصلاح لینے لگے۔ دوری کے باوجود اقبالؒ نے داغ سے فیض اٹھایا۔ ۱۸۹۳ء میں انہوں نے اس رشتے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا۔

"مجھے بھی فخر ہے شاگردیٔ داغِ سخنداں کا"

۱۸۹۵ء میں ایک نشست میں انہوں نے ایک غزل پڑھی جس کے ایک شعر نے بطور خاص سامعین کو محظوظ کیا تھا وہ شعر تھا۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

یہاں سے رفتہ رفتہ اقبالؒ کی شہرت بڑھتی گئی۔ اس دوران ان کے کلام میں ایک خوشگوار تبدیلی آئی۔ چنانچہ ایک مشاعرے میں انہوں نے نظم "ہمالہ" پڑھی تو بہت پسند کی گئی۔ ۱۹۰۰ء میں انجمن حمایت اسلام کے ایک جلسے میں جب انہوں نے اپنی نظم "نالۂ یتیم" پڑھی تو سامعین پر سحر کا اثر ہوا۔ ۱۹۰۴ء کے ایک جلسے میں جب انہوں نے اپنی نظم "تصویرِ درد" پڑھی تو حالیؒ اور خواجہ حسن نظامی جیسی شخصیت بھی داد دینے پر مجبور ہو گئے اس طرح اقبال کی شہرت دن بدن بڑھتی گئی۔

اقبالؒ کی شاعری کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلا دور: ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۵ء تک ہے۔ اس دور میں اقبالؒ نے جتنی بھی نظمیں لکھی ہیں وہ وطنیت اور قومیت کے جذبے سے سرشار نظر آتی ہیں۔ جب وطن اقبال کی زندگی کا پہلا پیار تھا اور فطرت کے دلکش مناظر بھی انہیں بے حد عزیز تھے۔ چنانچہ جب